# شمس العلما علامہ تاجور نجیب آبادی کی ادبی صحافت

محمد خالد لطیف ساحل،
وزٹنگ فیکلٹی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

**Abstract**

In the early twentieth century Samsul Ulama Tajwar Najeebabadi was eminent Scholar of urdu language and literature. He was a creative writer and critic who prologued and promoted new trends and thoughts in all fields of urdu literature and language. The markable literary magazines which be published as an editor were "Makhzan", "Hamaun", "Adbi Dundia" and "Shahkar". His efforts to elevate and advocate modren tendency of litrature continued tisll his death in 1951 at Lahore.

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی ہندوستان میں اردو صحافت، تعلیم، ادب اور شاعری میں کئی گراں قدر شخصیات کا ظہور ہوا۔ ان میں سر علامہ اقبال، خواجہ حسن نظامی، مولوی ذکا اللہ، مولانا عبدالحق خیرآبادی، عبدالحلیم شرر، مولانا محمد علی جوہر، سیّد سلمان ندوی، سر عبدالقادر اور حافظ محمود شیرانی جیسے اہم ادیب شامل ہیں۔ شمس العلما علامہ تاجور نجیب آبادی کا شمار بھی انہی شخصیات میں ہوتا ہے جن کے فکر و نظر سے اردو شعر و ادب پر اثرات مرتب ہوئے۔ ان کا شمار ان متحرک اور صاحب فکر ادیبوں میں ہوتا ہے جنھوں نے قیام پاکستان سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد ادب اور ادیبوں کو نئے فکری رویوں اور ضرورتوں سے متعارف کروایا۔ اُن کی فروغِ ادب کی کوششیں ان کی ''مخزن'' لاہور، کی ادارت (۱۹۱۶ء) سے لے کر ان کے دمِ وفات (۱۹۵۱ء) تک قائم و دائم اور جاری و ساری رہیں۔

> شمس العلما تاجور نجیب آبادی، دارالعلوم دیو بند سے درسِ نظامیہ میں سند یافتہ تھے۔ آپ ماہ صفر ۱۳۲۲ھ کو دارالعلوم دیو بند کے طالب علم بنے اور ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کی۔ (۱)
>
> دارالعلوم دیو بند میں قیام کے دوران ہی تاجور رسالہ القاسم سے منسلک ہو گئے تھے۔ القاسم کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۸ھ (بمطابق اکتوبر ۱۹۱۰ء) شائع ہوا۔ (۲) اس لیے ۱۹۱۰ء کو تاجور کی صحافتی سرگرمیوں کا ابتدائی سال کہا جا سکتا ہے۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد ۱۹۱۶ء میں علامہ تاجور نے نجیب آباد سے

رسالہ ''تاج الکلام'' شائع کرنا شروع کیا۔ یہ ایک معمولی نوعیت کا رسالہ تھا اور پچاس کی تعداد میں شائع ہوتا تھا۔ اس کی کم یابی کا یہ عالم تھا کہ بعد میں علامہ کے اپنے پاس بھی اس کا کوئی فائل موجود نہیں تھا اور رسالہ شاہکار میں اپنے ابتدائی کلام کی فراہمی کے لیے ''تاج الکلام'' کے فائل کے حصول کے لیے انہیں اشتہار دینا پڑا۔ دسمبر ۱۹۱۶ء کے مخزن میں ''تاج الکلام'' پر جو ریویو لکھا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک اس کے صرف چھ شمارے شائع ہو سکے تھے۔ (۳)

اگر ''تاج الکلام'' کی اشاعت اوّل کا سن ۱۹۱۶ء تعین کر لیا جائے تو اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لاہور میں عربی فاضل کے طالب علمی کے زمانے (۱۹۱۵ء-۱۹۱۶ء) میں تاجور، تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ رسالہ ''تاج الکلام'' بھی مرتب کرتے رہے۔ علامہ تاجور نے ''تاج الکلام'' کے علاوہ بھی بعض رسائل کی ایڈیٹری کا دعویٰ کیا ہے لیکن وہ خود بھی انہیں قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔ بقول تاجور:

''۱۹۱۵ء میں میری صحافتی زندگی کا آغاز تھا۔ یوں تو اس سے پیشتر بھی یعنی ۱۹۱۱ء میں رسالہ ''نالہ بلبل'' لدھیانہ اور اس کے بعد آفتاب اردو، اس کے بعد بھی غالباً ۱۹۱۴ء میں رسالہ تاج الکلام (نجیب آباد) کی ایڈیٹری کر چکا تھا۔ مگر یہ ابتدائی مشقیں ''ریہرسل'' کے طور پر تھیں۔ میری صحافت کا اصل آغاز ۱۹۱۵ء ہی سے ہوتا ہے۔'' (۴)

شمس العلماء علامہ تاجور نجیب آبادی کی باقاعدہ صحافتی زندگی کا آغاز مخزن کی ادارت سے ہوتا ہے۔ آپ ابھی اورینٹل کالج کے طالب علم ہی تھے کہ دسمبر ۱۹۱۶ء میں آپ کو مخزن کی ادارت سونپ دی گئی۔ تاجور کا مخزن کی ادارت کا سن تعین کرنے میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی سے سہو ہوا ہے۔ (۵)

## بقول حکیم احمد شجاع:

''جب مولوی غلام رسول کو ''مخزن'' کے لیے ایڈیٹر کی تلاش ہوئی تو ان کی نگاہ انتخاب مولانا تاجور پر پڑی۔ آخر کار ۱۹۱۶ء میں مولانا تاجور نے ''مخزن'' کی ایڈیٹری کا کام سنبھالا اور اس کام کو اس انہماک سے شروع کیا کہ مخزن کے دفتر ہی میں اقامت گزیں ہو گئے اور دن رات مخزن کو ایک بار پھر اس بلند مقام پر پہنچانے کے لیے جو اسے سر عبدالقادر کے زمانے میں حاصل تھا ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔'' (۶)

علامہ تاجور اپنی صحافتی زندگی کے بارے میں ایک دلچسپ مضمون میں لکھتے ہیں:

''مشہور ومرحوم رسالہ ''مخزن'' اس وقت دم توڑ رہا تھا۔ میر نثار علی شہرت دہلوی مرحوم اس کے ایڈیٹر تھے اور صورت واقعہ یہ تھی کہ بوڑھے ایڈیٹر سے پہلے بوڑھا ''مخزن'' سطح نمود سے گم ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ بالآخر انیسویں صدی کا ''شہرت'' بیسویں صدی کے تاجور کو عنانِ ادارت دے کر فضائے لامتناہی میں گم ہو گیا۔ میں اس وقت طالب علم تھا۔ مخزن کی حیثیت میری نگاہ میں لندن ٹائمز سے کم نہ تھی۔ مخزن کی بدحالی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کے نئے ایڈیٹر کی تنخواہ پانچ روپے اور خوراک تھی اور اس کا ہندو منیجر جو مقامی پوسٹ آفس کا پوسٹ ماسٹر بھی تھا، دس روپے اور بعد کو پانچ روپے خشک پر منیجری کر رہا تھا۔ بہرحال ایڈیٹر پھر ایڈیٹر ہے۔ پانچ روپے پاتا ہو یا پانچ سو روپے، دنیا کے ہر بڑے آدمی سے ہم سطح ہو کر ملاقات کرنے کی مسلمہ حیثیت کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ میں نے اس واقعیت کو جدید تقرر سے بہت پہلے معلوم کر گیا تھا۔ مالک مخزن اس خیال میں تھا کہ مجھے بہت سستا ایڈیٹر نصیب ہو گیا ہے اور میں اس خمار میں مست کہ مخزن کی ادارت مفت نظر کے طور پر ہاتھ لگی غرضیکہ ہم دونوں ایڈیٹر و مالک ''مخزن'' اپنی اپنی غلط فہمیوں میں مبتلا اور مطمئن تھے۔

> پانچ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس مدت میں جو خاصی طویل تھی میں نے اپنی ایک دنیا پیدا کر لی تھی۔ ''مخزن'' بھی میرے ساتھ ساتھ ترقی کرتا رہا۔ میں اس کے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل نہ کر سکا لیکن ''جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا'' کے مقولے کو ''مخزن'' کے حق میں میں نے غلط ثابت کر دیا۔ پانچ سال کے بعد مجھے ''مخزن'' سے کنارہ کش ہونا پڑا۔''(۷)

علامہ تاجور نے اپریل ۱۹۲۱ء تک مخزن کی ادارت کی۔ مخزن مئی ۱۹۲۱ء جلد نمبر ۲۱ نمبر ا کے ٹائٹل پر ادارت اس طرح درج ہے۔ ''زیر سرپرستی، شیخ عبدالقادر، بی اے، مرتبہ، سید حامد حسین، ابوالبیان بیدل شاہجہان پوری''۔

''مخزن کا دورِ جدید'' کے عنوان سے اداریہ لکھتے ہوئے بیدل شاہجہاں پوری کہتے ہیں:

''مولانا تاجور سے فاضل ادیب (جن کے جوہر قابلیت سے میری بے مائیگی مرعوب ہونے کے ساتھ ساتھ یہ کہنا بھی حق بجانب جانتی ہے کہ ان کی ذات مخزن کے لیے آیۂ رحمت اور مایۂ دولت تھی) کی سعی بلیغ کو بھی باوجود انتہائی تعلقِ خاطر کے، اس کی خدمت سے بے نیاز ہونا پڑا۔''(۸)

بیدل شاہجہاں پوری کے اندازِ تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ تاجور جو کہ مخزن سے رُخصت ہونے والے ایڈیٹر تھے، کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی ادبی حقیقت کو کم کرنے یا گرانے کی کوشش نہیں کرتے۔ علامہ خود لکھتے ہیں:

''اب میری شہرت اتنی وسعتوں میں پھیل چکی تھی کہ بہ مشکل ایک سال گزرا ہوگا کہ مجھے رسالہ ''ہمایوں'' کی ترتیب وتدوین کی ذمہ داریاں حاصل ہوگئیں۔ یہاں مجھے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، نہایت شریف الطبع اور بالغ نظر

مالک کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

> ہمایوں کی ہر دلعزیزی اور قبولیتِ عام کے زیر سایہ اہل قلم کے التفاتِ عام کے سبب ہمایوں میں مجھے لکھنے کا موقع بہت کم ملا لیکن جب کبھی میں نے ہمایوں میں کچھ لکھا، میری تحریر جت واحترام کی نگاہوں سے پڑھی گئی۔ پانچ سال تک ''ہمایوں'' میں کام کرنے کے بعد ہمایوں کی جدید ضرورتوں نے مجھے ہمایوں سے بھی رُخصت کر دیا۔ مگر اس انداز سے کہ میاں بشیر احمد بارایٹ لا مالک رسالہ اور میں نے باہم مشورے سے ایک نئے ایڈیٹر کا انتخاب کیا۔ ہمارے موجودہ اداروں میں اس حسنِ معاملہ کی مثال بہت کم مل سکتی ہے۔''(۹)

شمس العما، علامہ تاجور نجیب آبادی جنوری ۱۹۲۲ء میں ہمایوں کی ادارت سے منسلک ہوئے۔ ہمایوں جلد نمبر ا، شمارہ نمبر ا، جنوری ۱۹۲۲ء کے ٹائٹل پر یہ تحریر درج ہے''مرتبہ بشیر احمد بی اے (آرکسن) بیرسٹریٹ لاء، مولانا تاجور نجیب آبادی (فاضل دیوبند) جائنٹ ایڈیٹر۔'' مارچ ۱۹۲۶ء کے ہمایوں کے ٹائٹل پر جائنٹ ایڈیٹرز میں مولانا تاجور کے ساتھ حامد علی خان کا نام بھی شامل کر لیا گیا۔ یہ سلسلہ جولائی ۱۹۲۶ء تک چلتا رہا۔ اگست ۱۹۲۶ء کو تاجور کا نام ادارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ہمایوں سے علیحدگی کے تقریباً تین برس بعد مئی ۱۹۲۹ء کو تاجور نے ''ادبی دنیا'' جاری کیا۔ ٹائٹل پر زیر نگرانی سرعبدالقادر، چیف ایڈیٹر تاجور نجیب آبادی اور ایڈیٹر حنیف ہاشمی لکھا گیا۔ علامہ تاجور، ادبی دنیا کی اشاعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہمایوں کی پنج سالہ ادارت کے بعد میری ادبی شہرت ہندوستان گیر بن چکی تھی۔ اس سے پہلے میں کسی پرچے کی ایڈیٹری تلاش کیا کرتا تھا، جب ایڈیٹری میری تلاش میں رہنے لگی۔ رسالہ ''ادبی دنیا'' اس سطوت وجلال کے ساتھ اُفقِ صحافت پر طلوع ہوا کہ آسمان ادب پرستاروں کے چراغ گل ہو گئے۔ اس بیان میں شاعری ہے نہ خود فراموشی۔ وہ آنکھیں ابھی بے نور نہیں ہوئیں جنھوں نے ادبی دنیا کا عہدِ طلوع و دورِ زندگی دیکھا ہے۔ عمائد ملک نے اسے صحافت کے لیے نشان راہ تسلیم کیا۔ اس کی مانگ دنیا کے ہر اس منطقے میں تھی جہاں ہندوستانی پہنچ چکے ہیں۔ اس کی غیر ملکی ڈاک اتنی ہوتی تھی کہ دس بیس اردو ماہناموں کی مجموعی ڈاک بھی اس مقدار کو کبھی نہ پہنچی ہوگی۔

> ''ادبی دنیا'' کے بعد جتنے اردو رسالہ جاری ہوئے ان میں سے اکثر کے نام میں ''دنیا'' کا لفظ ضرور شامل ہوتا تھا۔''(۱۰)

''ادبی دنیا'' کے بارے میں علامہ کا تفاخر بلا وجہ نہیں۔ اس رسالہ کو اس دور کا بہترین رسالہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم رسالہ ادبی دنیا کی ادارت بھی مخزن اور ہمایوں کی طرح علامہ تاجور کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ اپریل ۱۹۳۳ء کے ادبی دنیا کے ٹائٹل پر پہلی بار مولانا تاجور نجیب آبادی، آنریری ایڈیٹر اور منصور احمد ایڈیٹر لکھا گیا۔ یہ

سلسلہ ستمبر ۱۹۳۳ء تک چلتا رہا۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں صرف منصور احمد کا نام بطور ایڈیٹر ٹائٹل پر رہ گیا۔ اس شمارہ میں علامہ تاجور کا یہ بیان شائع کیا گیا:

> ''میں ادبی دنیا کے قارئین کرام سے رُخصت ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ادبی دنیا سے مجھے ارتباط جسم و جان کا سا تعلق رہا ہے۔ مگر رشتۂ جسم و جان بھی ایک دن ٹوٹ جاتا ہے۔ آج ادبی دنیا اور اس کے معزز قدر شناسوں سے اس لیے جدا ہو رہا ہوں کہ حالاتِ ناساز گار نے میرے لیے یہ تعلق قائم رکھنا ناممکن بنا دیا ہے۔ میں ہمیشہ ادبی دنیا کا بہی خواہ رہوں گا اور کبھی کچھ لکھ سکا تو وہ صرف اس کے لیے ہوگا لیکن بحیثیت مدیر اعزازی اپنا نام شائع کرنا میرے لیے اب دشوار ہو رہا ہے۔ بادلِ ناخواستہ اپنے اعزازی ادارہ کو ختم کر رہا ہوں۔ خاکسار، تاجور''(۱۱)

اپریل ۱۹۳۳ء سے ستمبر ۱۹۳۳ء تک علامہ تاجور ادبی دنیا کے ساتھ بطور آنریری ایڈیٹر وابستہ رہے۔ علامہ کی مندرجہ بالا تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ وابستگی نہ صرف ظاہری تھی بلکہ ان کی ذات کے لیے اذیت ناک بھی تھی۔ اس بے قراری کا ایک ہی حل تھا کہ ادبی دنیا سے باقاعدہ علیحدگی کا اعلان کر کے علامہ تاجور کوئی نیا رسالہ جاری کرتے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۳۵ء میں ایک اور اہم رسالہ ''شاہکار'' جاری کر دیا۔ جس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۳۵ء کو شائع ہوا۔ علامہ تاجور خود لکھتے ہیں:

> ''رسالہ ''ادبی دنیا'' مارچ ۱۹۳۳ء میں میرے ہاتھ سے نکلا اور مئی ۱۹۳۵ء میں رسالہ ''شاہکار'' جاری کر دیا گیا۔ گویا دو سال کے لگ بھگ ''وقفۂ زندگی'' میں بسر کرنے کے بعد پھر نیا سفر شروع کر دیا ''شاہکار'' بھی اسی آن بان سے نکلا جس سطوت و جلال سے ''ادبی دنیا'' طلوع ہوا تھا۔ ملک کے اہل نظر نے ''شاہکار'' کے آئینے میں ''ادبی دنیا'' کے عہدِ عروج کی طلعتوں کو دیکھا۔ فضائے شعر و ادب اس جلوہ کارِ ادب سے جگمگا اُٹھی۔ معیار طلب انشا پرداز دو سالہ تعطل سے ایک پھریری لے کر اُٹھ بیٹھے۔''(۱۲)

تقریباً سات سال تک شاہکار، شمس العلما علامہ تاجور کی زیر ادارت آب و تاب سے شائع ہوتا رہا لیکن ادب، ادب ہوتا ہے کاروبار نہیں۔ آخر کار علامہ ''کاروباری ناکامی'' سے تنگ آ گئے اور انہیں شاہکار دوسروں کے سپرد کرنا پڑا۔ علامہ تاجور دکھ بھرے انداز میں لکھتے ہیں:

> ''یہ سرزمین جہاں میں اپنی زندگی اجیرن بنائے ہوئے ہوں نوسر بازوں کی سرزمین ہے۔ یہاں تعلیم کی ہمہ گیری کے سبب جرم کاری ایک مستقل سائنس

> بن چکی ہے۔ہرفریب سائنٹفک اصول پرکیا جاتا ہے۔یہاں کے تعلیم یافتہ جرم کاروں نے جرائم سے سادگی اور سادہ لوحی کا حسن چھین لیا ہے۔''ادبی دنیا'' اسی نوسر بازی کے سرصدقے ہوگیا''شاہکار'' کے کارکن نے پانچ سال تک اسی فریب میں رکھا کہ پرچہ فائدہ پر چل رہا ہےاور ہر سال مجھے ہزار بارہ سو روپے اپنی ذاتی آمدنی میں سے اس پرخرچ کرنا پڑا۔بالآخرایک عزیز دوست کی اپنی عقیدت نے یہ زحمت جس کا نام''شاہکار'' ہے مجھ سے لے کر اپنے گلے مڑھ لی۔''(۱۳)

تاجور نے جس شخصیت کا ذکر کیا ہے وہ ڈاکٹرعبدالحلیم انصاری ہیں۔۱۹۴۲ءمیں شاہکار سے علامہ تاجور کا تعلق صرف اس حد تک رہ گیا تھا کہ وہ اس کا اداریہ،مختصرات کے عنوان سے لکھتے تھے۔جنوری۱۹۴۲ء کے شاہکار میں پرنٹر کا نام اس طرح درج ہے''احسان اللہ خاں تاجور پرنٹر پبلشر نے عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور پرانی تحصیل بازار سے چھپوا کر دفتر شاہکار فتح محمد روڈ،متصل تکیہ اڑی سائیں لاہور سے شائع کیا'' ۱۹۴۲ء کے بعد تاجور کا کوئی اداریہ شاہکار میں شائع نہیں ہوااورانہوں نے اداریہ لکھنا بھی چھوڑ دیا۔شاہکار جون ۱۹۴۶ءجلد۲۱نمبر۶ کے ٹائٹل پر مجلس ادارت کچھ اس طرح درج ہے۔شمس العلما علامہ تاجور(نگران)ڈاکٹرعبدالحلیم انصاری(مینجنگ ایڈیٹر)۔اصغرحسین نظیرلدھیانوی،شیرمحمداختر(مدیران)۔جبکہ پبلشر کا نام اور پتہ بھی تبدیل ہوکر اس طرح ہوگیا ہے''ڈاکٹر عبدالحلیم انصاری،ایڈیٹر پبلشر نے پنجاب آرٹ پریس بیرون موری دروازہ لاہور سے چھپوا کر دفتر شاہکار فلیمنگ روڈ،غلام حیدر سٹریٹ لاہور سے شائع کیا۔''

مخزن، ہمایوں،ادبی دنیا اور شاہکار،ملکی سطح کے نامور اور نہایت اہم ادبی رسائل تھے۔علامہ تاجور نے بچوں کے لیےہفت روزہ رسالہ''پریم'' بھی جاری کیا۔اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''پریم کو میں نے ۱۹۲۶ءمیں خان بہادر شیخ نورالہی صاحب ایم اے،آئی ای ایس کے مشورے سے جاری کیا تھا۔ملک کے فریقانہ خلفشار کے پیش نظر ''پریم'' جاری کیا گیا۔پروفیسر چرنجیو لال ماتھرایم اے دہلوی میرے ساتھ اس کے آنریری ایڈیٹر ہیں۔''(۱۴)

مارچ ۱۹۲۷ءمیں علامہ تاجور نے ہفت روز''اتحاد'' جاری کیا۔لالہ چرنجیو لال ایم اے اس رسالہ میں بھی آپ کے ساتھ آنریری ایڈیٹر کی حیثیت سے وابستہ تھے۔جنوری ۱۹۴۶ءمیں تاجور محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسالہ''ہمارا پنجاب'' کے ایڈیٹر بنے۔تاہم مذکورہ بالاہفت روزہ رسائل، مخزن، ہمایوں،ادبی دنیا اور شاہکار کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔شمس العلما علامہ تاجور نجیب آبادی کا حقیقی صحافتی کارنامہ،ماہانہ ادبی رسائل کی اشاعت ہے۔

## حواشی:

۱- محبوب رضوی، سید: تاریخ دارالعلوم دیوبند (جلد دوم) یوپی، ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۱۶

۲- القاسم، جلد نمبر ا، شمارہ نمبر ا، شعبان ۱۳۲۸ھ تاجور، ماہ صفر ۱۳۲۲ھ کو دارالعلوم دیوبند کے طالب علم بنے۔ جب رسالہ القاسم جاری ہوا، تاجور کو دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے چھ برس ہو گئے تھے۔ اس اعتبار سے ان کی حیثیت ایک سینئر طالب علم کی تھی۔ راقم الحروف)

۳- ریویو تاج الکلام (اشتہار) مشمولہ مخزن، لاہور، دسمبر ۱۹۱۶ء، صفحہ ۵۹

۴- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی، مشمولہ نقوش (آپ بیتی نمبر) لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۱۴۵۰ (رسالہ تاج الکلام کی ایڈیٹری کے سن کا تعین کرتے ہوئے تاجور سے تساہل ہوا ہے۔ تاجور نے اسے ۱۹۱۴ء لکھا ہے۔ جبکہ مخزن دسمبر ۱۹۱۶ء میں مطبوعہ اشتہار سے رسالہ تاج الکلام کی پہلی اشاعت کا سن، ۱۹۱۶ء متعین ہوتا ہے۔ تاجور نے سن کا تعین کرتے ہوئے ''غالباً'' کا لفظ تحریر کیا ہے جس سے سن کے تعین کے بارے میں اُن کی بے یقینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ تاہم اس کا امکان موجود ہے کہ انہوں نے لاہور پہنچتے ہی حصولِ تعلیم کے لیے قیام کے دوران ہی ۱۹۱۴ء میں رسالہ تاج الکلام، نجیب آباد کی تیاری شروع کردی ہو۔ (راقم الحروف)

۵- ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مخزن کی ادارت کے سن کے بارے میں تاجور سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے تحقیقی مقالہ ''اردو شاعری میں لاہور کا حصہ'' میں صفحہ ۹۰ پر لکھا ہے کہ ''مولانا کو مخزن کی ادارت کا سن تعین کرنے میں سہو ہوا ہے۔ مخزن کا ۱۹۱۶ء کا فائل میر نثار علی شہرت کے نام کی شہادت دیتا ہے۔'' ان کا یہ بیان درست نہیں ہے، ممکن ہے دسمبر ۱۹۱۶ء کا شمارہ ان کی نظر سے نہ گزر سکا ہو۔ بہر حال مخزن کے دسمبر ۱۹۱۶ء کے شمارہ میں ٹائٹل پر تاجور کے مضمون ''عرب کی شاعری'' کے سامنے ان کا نام ''تاجور مدیر مخزن'' اور صفحہ ۲۹ پر مذکورہ مضمون کے اختتام پر ''ابوالعرفان تاجور مدیر مخزن'' لکھا ہوا ہے۔ (راقم الحروف)

۶- احمد شجاع، حکیم: لاہور کا چیلسی، لاہور، پیکیجز لمیٹڈ، دسمبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۶۹

۷- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی، مشمولہ نقوش (آپ بیتی نمبر) لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۱۴۵۱

۸- بیدل شاہ جہان پوری: مخزن کا دورِ جدید (اداریہ)، مشمولہ مخزن لاہور، مئی ۱۹۲۱ء، صفحہ ۴

۹- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی، مشمولہ نقوش (آپ بیتی نمبر) لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۱۴۵۲

۱۰- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی، مشمولہ نقوش، محولہ بالا، صفحہ ۱۴۵۳

۱۱- تاجور نجیب آبادی: اداریہ، مشمولہ ''ادبی دنیا'' لاہور، اکتوبر ۱۹۳۳ء، صفحہ ۳

۱۲- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی ،مشمولہ نقوش (آپ بیتی نمبر) لاہور،۱۹۶۴ء،صفحہ ۱۴۵۳ (تاجور نے شاہکار کا اجرا مئی ۱۹۳۵ء لکھا ہے۔جبکہ شاہکار کے فائل سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلا شمارہ اپریل ۱۹۳۵ء کو شائع ہوا۔راقم)

۱۳- تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی ،محولہ بالا ،صفحہ ۱۴۵۴

۱۴- تاجور نجیب آبادی: اداریہ ،مشمولہ شاہکار، لاہور نومبر ۱۹۳۷ء،صفحہ ۴۶۹

## مآخذ:

۱۔ احمد شجاع،حکیم: لاہور کا چیلسی ،لاہور، پیکیجز لمیٹڈ، دسمبر ۱۹۸۸ء۔

۲۔ بیدل شاہ جہان پوری: مخزن کا دور جدید (اداریہ)، مشمولہ، مخزن لاہور، مئی ۱۹۲۱ء۔

۳۔ تاجور نجیب آبادی: اداریہ ،مشمولہ شاہکار، لاہور نومبر ۱۹۳۷ء۔

۴۔ تاجور نجیب آبادی: اداریہ، مشمولہ ’’ادبی دنیا‘‘ لاہور، اکتوبر ۱۹۳۳ء۔

۵۔ تاجور نجیب آبادی: آپ بیتی ،مشمولہ نقوش (آپ بیتی نمبر) لاہور، ۱۹۶۴ء۔

۶۔ ریویو تاج الکلام (اشتہار) مشمولہ مخزن، لاہور، دسمبر ۱۹۱۶ء۔

۷۔ محبوب رضوی،سید: تاریخ دارالعلوم دیوبند (جلد دوم) یوپی، ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند، ۱۹۷۷ء۔

☆☆☆☆☆